

# توسل پر ایک تحقیقی نظر

<"xml encoding="UTF-8?>

بسمہ تعالیٰ

## مقدمہ

"توسل" ایک ایسا اہم موضوع ہے جس کی اہمیت قرآن اور احادیث کی روشنی میں بہت زیادہ ہے اور تمام امت اسلامی میں کم و بیش جزئی اختلافات کے ساتھ سوائے "سلفی اور وہابیوں" کے متفق علیہ مسئلہ ہے اور حقیقت میں "توسل" خدشہ دار انہی وہابیوں نے ہی بنایا ہے جیسا کہ تاریخ گواہ ہے ساتھوں ہجری تک کوئی بھی اعتراض توسل پر نہیں ہوتا تھا لیکن جب وہابیت کے افکار کے بانی ابن تیمیہ (جو سنہ 661 ہجری کو دنیا میں آیا اور 727 ہجری کو ان کے افکار باطلہ کی وجہ سے شام میں کسی زندان میں اس دنیا سے چلا گیا) سب سے پہلا شخص ہے جس نے توحید کے نام پر معاذ اللہ توحید کا بیٹھا غرق کیا اس کی سب سے بڑی وجہ توحید اور اسکی اقسام کو صحیح طریقے سے نہیں سمجھنا اور ادرا ک نہیں کرنا ہے وہ بہت سارے شعائر دینی سے "شرك یا بدعت" کہہ کر منکر پوگئਾ اور بعد میں اسکے شاگرد نامدار محمد ابن عبدالوهاب نے ان تمام افکار باطلہ کو عملی جامہ پہنا کر پیکر دین اور اسلام کو ایک خطرناک کینسر سے دوچار کر دیا اسی لئے افسوس کے ساتھ آج ہم دیکھتے ہیں انہی افکار سے جہاں اہلسنت کے افراد متاثر ہوئے وہاں مکتب امامیہ میں بھی ایسے افراد نظر آئے لگے ہیں جو توحید کے معنی و مفہوم کو صحیح درک نہ کرنے کے سبب "توسل" سے اگر صراحتا انکار نہ کرے تو کم ازکم شبہات رکھتے ہیں لہذا آج ہم توسل کے بارے کچھ مطالب آپ کی خدمت میں پیش کرینگے

## توسل کی تعریف

سب سے پہلے ہم "توسل" کو لغت، آیات اور روایات کی روشنی میں دیکھتے ہیں: سب میں "توسل" وسیلہ کے انتخاب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور وسیلہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان کو کسی دوسرے سے قریب کرے

## توسل لغت میں

لغت کی مشہور کتاب "لسان العرب" میں توسل کو یوں بیان کیا گیا ہے "وَصَلَ إِلَى اللَّهِ وَسِيلَةٌ إِذَا عَمِلَ عَمَلاً

تقریب الیہ والوسیلہ ما یتقرب به الی الغیر؛ خدا کی طرف توسل کرنا اور وسیلہ منتخب کرنا یہ ہے کہ انسان ایسا عمل انعام دے جس سے اسے خدا کا قرب نصیب ہو، اور وسیلہ اس چیز کے معنی میں ہے جس کے ذریعے انسان دوسری چیز سے نزدیک ہوتا ہے"

مصباح اللہجہ میں بھی یوں ہی بیان کیا گیا ہے : "الوسیلہ ما یتقرب به الی الشیء و الجمیع الوسائل" وسیلہ اس شے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے، انسان دوسری شے یا شخص کے نزدیک ہوتا ہے اور وسیلہ کی جمع "وسائل" ہے

مقایيس اللہجہ میں یوں بیان کیا گیا ہے : "الوسیلۃ الرغبة و الطلب" وسیلہ رغبت اور طلب کے معنی میں ہے" ان لغت کی کتب کے مطابق، وسیلہ، تقریب حاصل کرنے کے معنی میں بھی ہے اور اس چیز کے معنی بھی ہے جس کے ذریعے انسان دوسری شے کا قرب حاصل کرتا ہے – اور یہ ایک وسیع مفہوم ہے

## توسل اصطلاح میں

توسل کی اصطلاحی مختصر تعریف یہ ہو سکتی ہے "بارگاہ الہی میں اولیائے الہی (حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرفہرست) سے توسل کے ذریعہ مادی اور معنوی مشکلات حل کرانا"

## توسل کی اقسام

1:- توسل اسماء وصفات الہی کے ذریعے 2:- توسل قرآن کریم کے ذریعے 3:- توسل عمل صالح کے ذریعے 4:- توسل دعائی مومن کے ذریعے 5:- توسل انبیاء اور اولیائے الہی کے ذریعے ان کے علاوہ بھی اقسام ہیں لیکن ہمارا مورد بحث قسم توسل انبیاء اور اولیائے الہی کے ذریعے سے ہے

## چار اہم نکتے

توسل کے معنی واضح ہونے کے بعد اب ہم توسل کی اصل بحث کی طرف جاتے ہیں تو یہاں پر ہم چار اہم نکتے کی طرف اشارہ کریں گے جو واضح ہونا بہت ضروری ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائیں تو کے منکرین کے لئے توسل کو ہضم کرنا آسان ہوگا

1:- مادہ پرسٹ (مٹیریلزم) آئیڈیا توجی کے مطابق انسان اسی بدن ظاہری میں منحصر ہے جب موت آجائے تو انسان فنا ہو جاتا ہے ان کے باں آخرت یا معاد نامی کوئی چیز نہیں ہے اسی لئے ان کا گمراہ کن اور جوانوں کے لئے جذاب شعار یہ ہے (Life is everything enjoy it)

اس کے مقابلے میں "الہی آئیڈیا توجی" ہے (جو خدا پرستوں کی آئیڈیا توجی ہے اسی کو بشر کے لئے سمجھائے کی خاطر خدا کی طرف سے ایک لاکھ چوبیس بزار انبیاء اور ان کے اوصیاء آئے) اس کے مطابق

انسان اس بدن مادی اور ظاہری میں منحصر نہیں ہے بلکہ انسان دو عنصر کا مجموعہ ہے ایک بدن ظاہری اور مادی اور دوسرا روح معنوی اسکے مطابق انسان کو موت آئے سے نہ صرف انسان فنا ہوجاتا ہے بلکہ اس کے بعد تو اسکی ابدی زندگی کا آغاز ہوجاتا ہے اور یہ موت ایک پل کی مانند ہے جو انسان کو موقت زندگی سے ابدی زندگی تک پہنچاتا ہے پس انسان مرنے کے بعد فنا نہیں بلکہ اس کا وجود بیمیشہ کے لئے موجود ہے اسی بنا پر معاد، حشر و نشر، حساب و کتاب، جنت و دوزخ، وغیرہ کا عقیدہ صحیح ہوتا ہے

2:- مرنے کے بعد انسان واقعاً موجود ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے اسی لئے آخرت کو "دیار باقی" بھی کہلاتا ہے اور موت ابدیت کا دروازہ ہے نہ فنا کا دروازہ

3:- ہم جو اس دنیا میں ہیں ارواح سے جو (عالیٰ بُرْزَخٌ میں ہیں) رابطہ برقرار کر سکتے ہیں اور یہ قرآنی آیات اور روایت کی روشنی میں ثابت مسئلہ ہے اس کا انکار صرف وہابی اور سلفی کرتا ہے

4:- شرک اور بدعت کی تعریف مختصر طور پر " خداوند متعال کے مقابل میں الوہیت ، خدائی کا مقام دے کر اس کی پرستیش اور عبادت کی لئے شریک ٹھہرانا ہے اور "بدعت" ایسے اعمال کو کہا جاتا ہے جس کی کوئی بنیاد قرآن کریم یا احادیث و سیرت معصومین علیہم السلام میں نہ ہوں اگر مذکورہ بالا چار نکتے واضح اور روشن طور پر سمجھ میں آجائیں تو توسل کا مسئلہ سورج کی طرح عیان ہوجاتا ہے

## توسل قرآن مجید میں

1:- (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهُدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) سورہ مائدہ آیت 35  
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف (قربت کا) ذریعہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو شاید تمہیں کامیابی نصیب ہو " اس آیت میں وسیلہ کے ضمن میں علماء اور مفسرین مختلف اقوال بیان کرتے ہیں لیکن ان سب اقسام کو جمع کیا جاسکتا ہے لیکن ان میں اولیائے الہی کو وسیلہ بنانا سب سے زیادہ واضح اور روشن ہے جو روایات سے ثابت ہے

2:- (وَلَوْ أَتَهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا) سورہ نساء آیت 64 اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتے تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والہ اور مہربان پاتے " اس میں کوئی شک نہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں لوگ آکر آپ سے توسل کرتے تھے

اور حوائج دنیوی و اخروی پیش کرتے تھے تاکہ آپ خداکی بارگاہ میں دعا کرکے ان کی حاجت پوری کراتے تھے لیکن سوال یہاں پر یہ ہوتا ہے کیا یہ سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد بھی تھا یا نہیں؟ وہابی کہتے ہیں نہیں۔ لیکن باقی تمام علمائے اسلام نزدیک یہ سلسلہ ثابت ہے اور تاریخ و روایات اسلامی اس کے گواہ ہیں کہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت تک جاری رہے گا کیونکہ اولاً : پیغمبر صرف بدن مبارک میں محدود نہیں ۔ ثانیاً : آپ کی روح قدسی عالم بزرخ میں ہے ثالثاً : تاریخ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی رحلت کے بعد بھی مسلمانوں نے ارتباط قائم کرکے آپ سے توسیل کیا صرف ایک داستان جس کو آیت اللہ سجادی نے سیرت لکھنے والے اور مورخین اور محدثین سے نقل کیا ہے اس کامختصر طور پر تذکرہ کریں گے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ایک اعرابی یہ کہتا ہوا آپ کے قبر شریف پر آیا "أَنَا جئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا وَمُسْتَشْفِغًا" یعنی میں آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں استغفار اور شفاعت طلب کرنے " اس کے ساتھ مذکورہ آیت کی تلاوت بھی کر رہا تھا

3:- ( قالوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْلَنَا ذُنُوبُنَا إِنَّا كَنَّا خَاطِئِينَ . قَالَ سُوفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي أَنْهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ) سورہ یوسف آیت 97-98 " ان لوگوں نے کہا بابا جان! اب آپ ہمارے گناہوں کے لیے استغفار کریں ہم یقیناً خطاکار تھے ۔ انہوں نے کہا کہ میں عنقریب تمہارے حق میں استغفار کروں گا کہ میرا پروردگار بہت بخشنے والا اور مہربان ہے " یہاں یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کو توسیل اور شفیع قرار دے رہے ہیں اور ان کے ذریعے خدا سے اپنی حاجت روائی کر رہے ہیں

### تosal hadith aur seerat muصومین علیہم السلام aur a الصحابہ کی روشنی میں

1:- آیة اللہ جعفر سبحانی حفظہ اللہ نے کتب سیرت اور احادیث سے امام علی علیہ السلام کے وہ جملے نقل فرماتے ہیں کہ جب آپ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کو غسل دے رہے تو فرمایا "یار رسول اللہ اشفع لنا عند الله ، اذکرنا عند ربک" یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خدا کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کریں اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہمیں یاد رکھیں اور ایک جملہ امام علی علیہ السلام کا یوں نقل فرماتے ہیں "بأبٍ أنت وأمٍ أمًا الموتة التي كتب الله عليك أذكرا نا عند ربک واجعلنا من بالک".....

"میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو پس وہ موت جس کو خدا نے آپ کے لئے لکھا تھا آپ نے چکھا ..... ہمیں اپنے پروردگار ہاں یاد رکھنا اور اپنے ذہن مبارک میں رکھیں "(1) اب حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے اس واضح جملے کے بعد کسی کوتosal کے بارے میں اگر شک رہے تو مکابرہ اور معاندہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے

- 1:- بس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر ائمہ طاہرین کو اپنی دنیوی حاجات کی روائی اور کے لئے توسل قرار دے سکتے ہیں اور لفظ "اشفع" کے ذریعے ان کے توسط سے خداوند متعال سے مرادیں لے سکتے ہیں
- 2:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی روح مبارک عالم بزرخ میں ہیں اور ہم ان سے ارتباط برقرار کر سکتے ہیں
- 3:- ہم حضرت پیغمبر گرامی قادر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبر شریف اور ائمہ علیہم السلام کے حرم مبارک میں حاضر ہو کر ان سے اپنی حاجتوں کی روائی کے لئے درخواست کر سکتے ہیں

## 2:- پیغمبر اکرم(ص) کی ولادت سے پہلے حضرت آدم(ع) کا آپ(ص) سے توسل کرنا

"حاکم" نے "مستدرک" اور دیگر محدثین نے اپنی کتب میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت(ص) نے فرمایا: کہ جس وقت حضرت آدم(ع) سے خطا سرزد ہوئی تو آپ(ع) نے اللہ سے دعا کرتے ہوئے عرض کیا: "یا رب اسئلک بحق محمد: لاما غفرت لی" پروردگارا میں تجھے حضرت محمد(ص) کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے محمد(ص) کو کہاں سے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے اسے خلق نہیں کیا ہے؟ حضرت آدم(ع) نے عرض کی: پروردگارا اس معرفت کا سبب یہ ہے کہ جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے خلق کیا اور مجھ میں روح پھونکی، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہ جملہ عرش کے پائے پر لکھا ہوا تھا: "لا اله الا الله محمد رسول الله" اس عبارت سے میں سمجھ گیا کہ یہ جو محمد کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ تمام مخلوقات میں سے تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم تو نے سچ کہا "انہ لاحب الخلق الی" وہ میرے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ محبوب ہے "ادعونی بحقہ فقد غفرت لک"(2) اس کے حق کا واسطہ دے کر مجھے سے مانگ میں تجھے معاف کر دوں گا"

3:- یہ روایت صحیح ترمذی، اسی طرح سنن ابن ماجہ، مسند احمد اور دیگر کتب میں نقل ہوئی ہے (4) اس سے پتہ چلتا ہے کہ سند کے اعتبار سے حدیث محکم ہے۔ بہر حال حدیث یوں ہے "کہ ایک نابینا آدمی آنحضرت(ص) کی خدمت میں پہنچا اور عرض کرنے لگا: اے رسول(ص) خدا اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے شفا دے اور میری آنکھوں کی بینائی مجھے لوٹا دے پیغمبر اکرم(ص) نے فرمایا: اگر تو کہتا ہے تو میں تیرے لیے دعا کرنے کو تیار ہوں اور اگر صبر کرتا ہے تو یہ صبر تیرے لیئے بہتر ہے (اور شاید تیری مصلحت اسی حالت میں ہو) لیکن اس بوڑھے آدمی نے اپنی حاجت پر اصرار کیا۔ تو اس پر پیغمبر اکرم(ص) نے اس بوڑھے آدمی کو حکم دیا کہ مکمل اور اچھے انداز میں وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو، نماز کے بعد یہ دعا پڑھو: "اللّٰهُمَّ انِّي اسْأَلُكُ وَ اتُوْجِّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدَ (ص) نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدَ (ص) انِّي اتُوْجِّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حاجتِي لِتُقْضِي ، اللّٰهُمَّ شَفِعْهُ ، فِي" بار الہا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد مصطفی(ص) کے واسطے کہ جو نبی رحمت ہیں۔ اے محمد(ص) میں آپ(ص) کے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف اپنی حاجت طلب کرنے چلا ہوں تا کہ میری حاجت پوری ہو جائے اور اے اللہ انہیں میرا شفیع قرار دے" وہ

نابینا آدمی چلاتا کہ وضو کرے، نماز پڑھے اور پیغمبر اکرم(ص) کی تعلیم دی بوئی دعا پڑھے۔ اس حدیث کا راوی عثمان بن عمر کہتا ہے کہ ہم بہت سے افراد اسی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہی بوڑھا آدمی مجلس میں داخل ہوا اس حال میں کہ اس کی آنکھیں بینا ہو چکی تھیں اور نابینائی کا کوئی اثر اس پر باقی نہیں تھا

4:- پیغمبر اکرم(ص) کی رحلت کے بعد ان سے توسل "اپلیسنت" کے معروف عالم دین "دارمی" نے اپنی مشہور کتاب "سنن دارمی" میں ایک باب اس عنوان سے قرار دیا ہے کہ "باب ماحکم اللہ تعالیٰ نبیہ (ص) بعد موته" (یہ باب اس کرامت اور احترام کے بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر(ص) کے ساتھ مختص کیا ہے ان کی رحلت کے بعد) اس باب میں وہ یوں رقمطراز ہیں۔

"ایک مرتبہ مدینہ میں شدید قحط پڑ گیا بعض لوگ حضرت عائشہ کی خدمت میں گئے اور ان سے چارہ جوئی کے لیے کہا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا جاؤ پیغمبر اکرم(ص) کی قبر پر چلے جاؤ اور قبر والی کمرے کی چھت میں سوراخ کرو، اس انداز میں کہ آسمان اندر سے نظر آئے اور پھر نتیجہ کی انتظار کرو لوگ گئے انہوں نے اسی انداز میں سوراخ کیا کہ آسمان وہاں سے نظر آتا تھا؛ بارش بر سنا شروع ہو گئی اسقدر بارش بر سی کہ کچھ بی عرصہ میں بیابان سرسبز ہو گئے اور اونٹ فربہ ہو گئے۔ (4)

5:- ابن حجر مگّنی نے صواعق محرقة میں امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی ہمیشہ اہلبیت(ع) رسول(ص) کے ساتھ توسل کرتے تھے انہوں نے یہ مشہور شعر، ان سے نقل کیا ہے:  
آل النبی ذریعتی----و هم الیه وسیلتی---رجوا بهم اعطی غداً...بید الیمین صحیفتی رسول خدا(ص) کا خاندان میرا وسیلہ ہیں، خداوند کی بارگاہ میں وہی میرے تقرب کا ذریعہ ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن انکی برکت سے میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں تھما یا جائے اس حدیث کو "رفاعی" نے اپنی کتاب "كتاب التوصل الى حقيقة التوسل" میں بیان کیا ہے (5)

6:- حضرت علی علیہ السلام کے وسیلہ ہونے پر پیغمبر گرامی قدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشان گوئی "هم شرالخلق والخلیقة یقتلهم خیرالخلق والخلیقة ، وأقربهم عندالله وسیلة". خوارج بد ترین مخلوق ہیں جنہیں مخلوق کا بہترین فرد اور خدا کا نزدیک ترین وسیلہ قتل کرے کا" (6)

7:- حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اہلبیت علیہم السلام کے وسیلہ ہونے کے حوالے سے اپنے خطبہ میں فرماتی ہیں: "وأَحْمَدَ اللَّهُ الَّذِي بِعَظَمَتِهِ وَنُورِهِ يَبْتَغِي مِنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، إِلَيْهِ الْوَسِيلَةُ وَنَحْنُ وَسِيلَتُهُ فِي خَلْقِهِ". زمین وآسمان میں جو کچھ ہے سب تقریب خدا کے لیے وسیلہ کی تلاش میں ہیں اور مخلوق خدا میں اس کا وسیلہ ہم ہیں" (7)

## توسل "اسباب و مسببات یا علل و معالیل" کی روشنی میں

جس دنیا میں ہم زندگی کرتے ہیں اس کا نظام خداوند عالم نے اپنی حکمت اور علم بے پایان سے "اسباب و مسببات اور علل و معالیل" پر استوار اور قائم کیا ہے اور کوئی بھی شخص اسباب و مسببات کا انکار کرہ تو یا تو اس نے اسباب و مسببات کو نہیں سمجھا ہے اور یا توحید خالقیت میں مشکل سے دوچار ہوا ہے (8)

## دنیاوی امور میں اسباب و مسببات

جب ہم اس دنیا کی کسی بھی چیز کو دقت اور غور سے دیکھیں تو ہر چیز کے وجود میں آنے کے لئے کتنی علتیں اور اسباب ہیں جن سے گزر کر وہ چیز وجود میں آتی ہے "مثلا ایک سبب کی مثال لیں" ایک سبب کو حقیقت میں خداوند خلق کرتا ہے لیکن اس طرح نہیں کہ خداوند بغیر کسی واسطے یا سبب یا علت کے ایک مرتبہ خلق کیا ہو یا آسمان سے سبب کی بارش برسائی جائے بلکہ کتنے دن، مہینے، سال میں اور بزاروں قسم کے مختلف اسباب اس سبب کے وجود میں لانے کے پیچھے پنهان اور موثر ہیں اور یہ سب خدا کے حکم سے موثر اور فعال ہوتے ہیں ایک شخص ہوں جو سبب کا پودا لگائے اور اس کو مناسب زمین اور حرارت اور وقت پر پانی درکا ہوتے ہیں پھر کسی خاص موسم میں اس درخت پر پھول لگتے ہیں وغیرہ پھر اس پھول کے بعد ایک کچا سبب وجود میں آتا ہے پھر آخر میں ایک پکا ہوا لذیذ و شیرین سبب وجود میں آتا ہے

اس مثال میں سبب کے وجود میں آنے کے لئے جتنے شرائط اور مراحل ہیں ان سب کو اسباب یا علل (عملت کی جمع) کہلاتے ہیں

ان تمام اسباب کو فراہم کرنے والا بھی خدا کی ذات ہے اور اس چیز کو وجود میں لانے کے لئے یہ سارے اسباب خداوند کے فرمان کے تابع ہیں اسی نظام کو نظام اسباب و مسببات اور عملت و معالیل کہلاتا ہے اور یہ سیسٹم دنیا کے تمام امور مادی پر حاکم ہے اگر کوئی اس نظام کو نہ مانے اور کہیں کہ خدا ان سب کو بغیر واسطے اور اسباب و علل کے براہ راست خلق فرماتا ہے تو یقیناً خالقیت خداوندی اس نے سمجھا ہے نہیں "ان الله لا يجري الامور الا باسبابها" خداوند اپنے امور کا اجرا صرف اسباب کے ذریعے فرماتا ہے"

ایک اور مثال ایک شخص کو بخار چڑھ جائے تو بیماری بھی خدا کی طرف سے ہوتی ہے لیکن خدا براہ راست اس کو بیمار نہیں کرتا بلکہ بہت سارے اسباب اور علل درکار ہیں مثلا سردی میں خداوند یہ خاصیت رکھی ہے کہ اگر انسان زیادہ سرد فضاء میں رہے تو بخار چڑھتا ہے یا دیگر اسباب جو ایک ڈاکٹر زیادہ تشخیص دے سکتا ہے اب اسکے بعد خدا شفاء دیتا ہے تو خدا براہ راست شفاء دیتا ہے یا اس شفاء کے لئے بھی اسباب مہیاء کیا ہے؟ یقیناً جواب اسباب کے حوالے سے ہی ہوگا

تیسرا مثال اگر کوئی اپنے گھر میں میں بیٹھ کر دن رات اس آیت کی تلاوت کرتا ہے ("إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمُتَّيْنِ") سورہ ذاریات ایت 58 یعنی خداوند رزق دینے والا اور قدرت مند اور ثابت ہیں") اور خدا سے رزق مانگتا رہے اور باہر رزق فراہم کرنے کے اسباب کی تلاش میں نہ نکلے تو خداوند براہ راست آکر ان کو روٹی تو نہیں کھلائے بلکہ خداوند مسبب الاسباب ہیں اور اس دنیا کا نظام بھی اسی پر قائم و دائم ہے لیکن یہ تمام اسباب تحت تدبیر الہی ہیں

کیونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ مذکورہ بالا مطالب کا یہ معنی نہیں لیا جائے کہ اسباب اور علتیں مستقل طور پر

خدا کے حکم یا اذن کے بغیر خود بخود یہ امور انجام دیتے ہیں اگر اس قسم کا تصور کا جائے تو یہ " مادہ پرسنون(مٹیریلزم ) کا نظریہ ہے

## معنوی اور عالم بالا کے امور میں اسباب و مسببات و عمل و معالیل

امور معنوی اور عالم بالا بھی اسباب و مسببات سے خالی نہیں ہیں ان کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں خداوند ارشاد فرماتے ہیں "يضل من يشاء ويهدى من يشاء" خدا جس کو چاہیے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہیے ہدایت دیتا ہے"

لیکن دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے "وانک لتهدى الى صراط مستقيم" یعنی اے رسول ہے شک آپ ہی صراط مستقیم کی ہدایت دیتے ہیں" یہاں پر اگر خدا ہدایت دینے والا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کام کے ہیں؟ اور اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت دینے والے ہیں تو خداوند عالم کس کام کا ہے؟ تو یہاں پر جواب ہے ہدایت کی اصل برگشت خداوند عالم کی طرف ہے لیکن یہ ہدایت خداوند عالم اسباب کے ذریعے انجام دیتا ہے یعنی اپنے انبیاء و اوصیاء علیہم السلام کے ذریعے "پس علمی اصطلاح میں "خدا وند کو فاعل سببی" کہلاتا ہے یعنی اسباب فراہم کرنے والا " اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو" فاعل مباشری" یعنی ہدایت کے فرائض کو باذن اللہ انجام دینے والے اس طرح ہدایت کے عمل کو خدا کی طرف بھی نسبت صحیح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی صحیح قرآن میں اس کی مثالیں کم نہیں ہے

مثلا ایک مرتبہ خداوند انسانوں کی جان لینے کو اپنی طرف نسبت دیتا ہے "الله يتوفى الانفس حين موتها" یعنی خداوند جانوں کو لیتا ہے موت کے وقت"

دوسری آیت میں "ان الذين توفاهم الملائكة" سورہ نساء آیت 97 یعنی فرشتے ان کی جان لیتے ہیں تیسرا آیت میں "قل يتوفاكم ملک الموت الذى وكل بكم ثم الى ربكم ترجعون" سورہ سجدہ آیت 11 یعنی آپ کہ دین تمہاری جانیں ملک الموت لیتا ہے جو تم پر موکل ہے پھر تم اپنے پروردگار کی طرف پلٹ آوگے اور دیگر بہت ساری مثالیں قرآن میں موجود ہیں جو قرآن فہمی صحیح معنوں میں رکھتے ہیں واسباب و مسببات اور عمل و معالیل کامنکر نہیں ہو سکتا

مذکورہ بالا تین آیات میں ایک کام کو تین "فاعلون" انجام دینے والوں کی طرف نسبت دی کئی ہے ایک خدا وند دوسرے ملائکے اور تیسرا ملک الموت " لیکن یہ سب نسبتیں صحیح اور درست ہیں کیونکہ خداوند "صرف فاعل سببی" ہیں باقی ملائکے اور ملک الموت مامور ہیں اور "فاعل مباشری" ہیں یعنی اس میں بھی نظام اسباب و مسببات اور عمل معالیل حاکم ہے

## ایک اہم نکتہ

کبھی خداوند متعال کسی سبب کے بغیر بھی کسی چیز کو وجود میں لاتا ہے اس امر کو معجزہ یا خارق العاد کہلاتا ہے

جیسے بنی اسرائیل کے لئے اسمان سے بنے ہوئے بھٹیر یا پرنڈے کا نازل ہونا یہاں اسی خدا کے حکم کے مطابق اسباب کنارے پر چلے گئے جبکہ ایک بٹیر کے وجود میں لانے اور اس کو بننے میں عام اور طبیعی حالت میں بہت سارے علل و اسباب درکار ہوتے ہیں

یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمردو کی آگ جو سبب ہے جلانے کے لئے لیکن اس سبب کو خداوند نے آگ سے سلب کیا تو خدا وند "سبب ساز" بھی ہے یعنی سبب فراہم بھی کرتا ہے اور "سبب سوز" یعنی سبب کو ختم بھی کرسکتا ہے لیکن خاص اور استثنائی مقامات پرمذکورہ دنیاوی امور کے بارے میں انسان کو عقل دی ہے اور اس عقل کے ذریعے انسان اسباب الہی سے فائدہ اٹھا کر آج کتنی ترقی کر رہا ہے اور مزید کر رہا گا اسی کی اشارہ ہے "انی لاوصیکم بالدنیا فانکم بھا متوصون" میں تمہاری دنیاوی امور کے بارے میں رہنمائی نہیں کروں گا کیونکہ امور دنیوی میں عقل (جس کو روایات میں وحی باطنی سے تعبیر ہوئی) کے ذریعے انسان کی رہنمائی پوچکی ہے اب انسان اپنے دنیاوی مسائل کے اسباب سے بھی واقف ہیں اور ان سے استفادہ بھی کیا جاسکتا ہے اگر یہاں پر کوئی وحی (جس کو روایات میں وحی ظاہری سے تعبیر ہوئی ہے) ہے تو مدد کے طور پر ہے یا علمی اصطلاح میں "ارشادی" ہے لیکن عالم بالا اور عالم معنوی کے اسباب و مسیبات کے بارے عقل کافی نہیں ہے بلکہ وحی کے ذریعے وہ معین ہوگا پس ہم عقل کے ذریعے سے نہیں جان سکیں گے کہ مغفرت کس چیز میں ہے بلکہ وحی آکر ہمیں اسباب معرفت بیان کر گی امور دنیوی میں انسان تجربہ کے ذریعے بہت سارے اسباب سے آشنا ہو جائیں گا لیکن امور معنوی انسان تب آشنا ہوگا جب خدا وند اپنے انبیاء رسول و ائمہ علیہم کے ذریعے ہم تک پہنچائے یہاں بھی اسباب و مسیبات کا نظام حاکم ہے

بس خدا وند متعال انسان کی مشکلات اور حوائج مادی اور معنوں میں اگر مادی ہوں تو مادی اسباب و مسیبات کی تلاش عقل (وحی باطنی) کے ذریعے حاصل کرنا ہے لیکن یہ جاکر خداوند پر منتهی ہوتا ہے تو اس کی رضایت کو حاصل کرنا ہے اور اسباب معنوی کی تلاش عقل یا وحی باطنی سے نہیں حاصل نہیں ہو سکتے بلکہ وحی ظاہری کے محتاج ہیں

اب وسیلہ یا توسل انہی اسباب معنوی میں سے ایک ہے "وسیلہ یعنی واسطہ یعنی سبب اور اسکی تعریف بھی" مایتسیب بہ کے ذریعے بھی ہوئی ہے "یہاں پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیرالمؤمنین اور باقی ائمہ علیہم السلام کے فرامین عالیہ یا قرآن کریم کی روشنی میں جتنے وسیلے خدا کی رضایت کو حاصل کرنے لئے معین کئے گئے ہیں ان سے بھرپور استفادہ کرنا نہ کہ شرک یا بدعت ہے بلکہ عین عبادت ہیں کیونکہ ان وسیلوں کو خدا خود نے وحی ظاہری کے ذریعے سے ہم تک پہنچے ہیں اور اسی پروگار کی خوشنودی بھی توسل میں بدرجہ اتم موجود ہے انہی وسیلوں میں سے مقرب اور موجہ ذوات مقدسہ اور ان سے منسوب تمام چیزیں" بھی ہیں جن کا انکار صرف ابن تیمیہ اور محمد ابن عبدالوهاب و امثال آن کرتے ہیں باقی تمام موحدین" مسلمین" افتخار سے ان وسیلوں میں سے متسل اور متمسک ہے "خداوند ہم سب کو اللہ کے مقرب بندوں سے واسطہ اور توسل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عنایت کر رہا ہے

## فوائد

مندرجہ بالا قرآنی آیات اور احادیث و سیرت معمصومین و اصحاب کی روشنی میں مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں

1:- دعائے توسل اور اس جیسی دیگر دعائیں جن میں "لفظ اشفع" یا ادرکنی "اغتنی" وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں عین توسل ہیں اور جو مختلف واضح دلائل کی روشنی میں ثابت ہے

3:- پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام وغیرہ سے مخاطب ہو کر اپنی حاجب روائی کے لئے مدد مانگنا نہ بدعت ہے اور نہ شرک کیونکہ کوئی بھی ان سے مستقل طور پر یعنی خدا کے مقابلے میں ٹھہرا کر نہیں مانگتے بلکہ مراد یہاں پر ان کے توسط سے خدا سے مانگنا ہے تو "یاعلی مدد" یا مولا رضا میرا ہاتھ تھام لیں اور مجھے اپنی مشکلات میں خدا کے حضور شفاعت کریں وغیرہ جب کہا جاتا ہے تو خدا نے ہی ان کو باب الحوائج قرار دیا ہے ان کے ذریعے سے خدا سے مانگا جاتا ہے نہ تو حقیقت میں یہاں "اے علی علیہ السلام کہ تو خدا کے نزدیک وجہیہ اور بہترین وسیلہ ہے ہماری مشکل میں ہماری مدد فرما" مراد ہے

3:- توسل اور شفاعت جو ایک دوسرے سے نزدیک ہیں تمام امت مسلمہ میں کم و بیش اختلاف کے ساتھ متفق علیہ مسئلے ہیں صرف ابن تیمیہ نے ساتھوں، آٹھوں ہجری میں ان اپنی کج فہمی کی وجہ سے شرک قرار دیا

## حوالہ جات

- (1)-مرزبانی ازمکتب اہل بیت علیہم السلام -آیت اللہ شیخ جعفر سبحانی
- (2)-شیعہ جواب دیتے ہیں- آیت اللہ مکارم شیرازی نقل از حاکم نے مستدرک ، جلد 2 ص 615
- (3)- صحیح ترمذی ، ص 119، حدیث 3578، اور سنن ابن ماجہ، جلد 1، ص 441، حدیث 1385 ، ومسند احمد، جلد 4، ص 138
- (4)- سنن دارمی، جلد 1 ص 43 (اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد نبوی شریف کے سبزگنبد پر جو بعض کسی کے قبر ہونے کی باتیں کرتے تھے وہ غلط ہے بلکہ یہ اس واقعے کے بعد کھولا گیا ایک دروازہ ہے جو ضرورت کے وقت کھولا جاتا ہے)
- (5)- التوصل إلى حقيقة التوسل ، ص 329
- (6)- فرائد السمعطین صفحہ 36 ح 1
- (7)- شرح نهج البلاغہ ابن ابی الحدید ۱: ۲۱۱ ؛ بлагات النساء بغدادی : ۱۴؛ السقیفہ و فدک : ۱۰۱
- (8)- نوٹ "اس آخری حصے کے مطالب کتاب (مرزبانی ازمکتب اہل بیت علیہم السلام -آیت اللہ شیخ جعفر سبحانی حفظہ اللہ ) سے بھرپور استفادہ ہوا ہے